ڈاکٹر فرزانہ اقبال

لیکچرار گورنمنٹ ڈگری کالج ایبٹ آباد

ڈاکٹر ندیم حسن

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو یونیورسٹی آف چترال

اردو کی پردہ نشیں مضمون نگار خواتین (ما قبل ۱۹۳۰) افسانے سے حقیقت تک۔ ایک تحقیقی جائزہ"

Dr.Farzana Iqbal
Lecturer, Govt Degree College Abbotabad.
Dr Nadeem Hassan
Assistant professor , Department of Urdu, University of Chitral.

Urdu Ki Parda Nasheen Mazmoon Nigar Khawateen (Ma Qabal 1930) Afsanay Say Haqeeqat Tak …Aik Tehqeeqi Jaeza

Due to social compulsions the women essayists published their essays using fictitious names. These women essay writers are known as Parda Nasheen in the history of Urdu essay .In this research paper the researchers has analyzed the contributions of these women essay writers, their social compulsions, and their efforts for the publications of their creations. The researchers have shed light on their original names and family background as well.

Keywords: *Urdu Essay, women writers, fictitious names, Magzines, actual names, social problems, efforts.*

اُردو مضمون نگاری کے آغاز وارتقاء میں ایک بڑا حصہ پردہ نشیں مضمون نگار خواتین کا بھی ہے۔ اُردو مضمون نگاری کو ابتداء سے ایسی قلم کار خواتین میسر آئیں جنھوں نے اپنے اصل نام کے بجائے فرضی اور قلمی نام سے مضامین تخلیق کئے۔ اُردو مضمون نگاری کو ایک مضبوط بنیاد فراہم کی اور بیداری نسواں کے لئے قلم کو وسیلہ اظہار بنایا۔(۱)

خواتین کا نام اخبارات میں ظاہر ہونا شرفاء کے لئے قابل قبول نہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ طبقہ نسواں کے لئے

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

جاری ہونے والے اخبار "تہذیب النسواں" کی ایڈیٹر "محمدی بیگم" کا نام بھی نہیں لکھا جاتا تھا بلکہ تہذیب النسواں کے سرورق پر یہ جملہ تحریر ہوتا تھا:

"ہر جمعہ کو ایک شریف بی بی کی ایڈیٹری میں لڑکیوں کے لئے شائع ہوتا ہے۔"[۲]

مضمون نگار خواتین کا اپنا نام مخفی رکھنا اس وقت معاشرتی دستور سے بھی زیادہ خاندانی تقاضا تھا۔ یہاں تک کہ بڑے خاندانوں کی بیگمات بھی مردوں کی ناراضی کے ڈر سے اول تو مضمون تحریر نہ کرتیں یا پھر اپنا اصل نام ظاہر نہ کرتیں۔ مثلاً محمدی بیگم کی بہن خیر خواہ بہن کے فرضی نام سے مضامین بھیجنے پر راضی ہوئی تھیں۔[۳] یا مثلاً زاہدہ خاتون شروانیہ کے متعلق ڈاکٹر فاطمہ حسن نے تحریر کیا ہے کہ زاہدہ خان شروانیہ (ز۔خ۔ش) نے اپنی شناخت کو پوشیدہ رکھنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی۔ والد کی نافرمانی کا خوف، پہچانے جانے کا اندیشہ اور معاشرے کا ردعمل ایسے عوامل تھے جن کی وجہ سے انہیں کئی مرتبہ اپنا نام تبدیل کرنا پڑا اور کچھ عرصے کے لئے نہ لکھنے کا فیصلہ بھی کرنا پڑا۔[۴]

اس سلسلے میں نام کا پردہ رکھا گیا یہی وجہ ہے کہ تہذیب النسواں کے اولین پرچوں سے ہی بشمول ایڈیٹر، کثیر تعداد قلمی نام سے لکھنے والی خواتین کی ہے۔ جن میں "ایڈیٹر دوئی" "نئے خیالات والی" "ض ب" (۹۹۔۱۸۹۸ء) "ا۔ب" "م۔ب" آر۔ این" "س۔ب" "ج۔ ج، بیگم" "ظ۔ ج" "ا۔ر"، "و۔س" "ا۔ جہان" "م۔ر" "ف۔ ہ" "اے۔ یو۔ بی" "ن۔ ن۔ بیگم" "م۔ د" "م۔ ب" "ح" "س۔ا۔ب" "ص۔ ر" "ر۔ س" "س ک۔ن وغیرہ وغیرہ۔

جولائی ۱۹۰۴ء میں رسالہ "خاتون" شائع ہوا تو اس رسالے میں تحریر بھجوانے کے لئے بھی خواتین نے قلمی نام اختیار کئے جن میں "خیر اندیش" "ف بیگم صاحبہ" "م بیگم صاحبہ" "م ف بیگم صاحبہ" "ایس۔ بی دہلوی، "ای ڈبلیو جی" "خیر خواہ خاتون" وغیرہ وغیرہ شامل ہیں۔

جون ۱۹۰۸ء میں خواتین کا رسالہ "عصمت" منظر عام پر آیا۔ اس وقت تک طبقہ نسواں کے حق میں رائے عامہ کافی حد تک ہموار ہو چکی تھی۔ خواتین کی انجمنیں اور فلاحی ادارے متحرک تھے۔ خواتین کانفرنسز کے ذریعے بھی خواتین میں شعور اجاگر کیا جا رہا تھا۔ دوسری جانب کچھ مرد حضرات بھی طبقہ نسواں کے ہمدرد تھے۔ انہوں نے خواتین کیلئے تعلیم کی حمایت کا اعلان کیا۔ اس کے باوجود ابھی تک طبقہ نسواں کی اکثریت کو اپنے اصل نام اور شناخت سے قلم اٹھانے کی اجازت نہیں تھی۔ "سیدہ" "اے۔ ایف بیگم" "ن بیگم" "ز خاتون" "ا۔م صاحبہ

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

دہلی""خ ج صاحبہ۔"اجمیر""ر۔ب صاحبہ""ز۔ب صاحبہ""س۔ف۔صاحبہ بیگم"وغیرہ وغیرہ نے قلمی نام سے عصمت کو مضامین فراہم کئے۔ خواتین کے ادبی رسائل سے اگر قلمی اور فرضی نام سے لکھنے والی ان پردہ نشیں خواتین کی فہرست مرتب کی جائے تو یہ تعداد سینکڑوں تک پہنچ جائے گی۔ فرضی نام سے لکھنے کی وجہ سے یہ غلط فہمی پیدا ہوئی کہ یہ مضامین مردوں کے تحریر کردہ ہیں۔ محمدی بیگم کے مضامین کے حوالے سے یہ رائے قائم ہوئی کہ یہ مضامین مولوی ممتاز علی کے ہیں۔[۵] محمدی بیگم کی صلاحیتوں کا اعتراف مردوں کی انا کے ساتھ بھی متصادم بات تھی۔

نیاز فتح پوری کے بارے میں ڈاکٹر صفیہ مشتاق ہاشمی نے اظہار خیال کیا کہ نیاز فتح پوری کو جب "نگار" کے لئے مضامین کی کمی کا سامنا ہوتا تو وہ مضامین خود تحریر کر کے شائع کر دیتے تھے۔[۶]

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ "نگار" رسائل میں خواتین کی مضمون نگاری کے بہت بعد ۱۹۲۲ میں اشاعت پذیر ہوا۔ نگار میں اس دور کے معروف ادباء کی تخلیقات شائع ہوتی تھیں۔ جن میں امتیاز علی تاج، حامد حسن قادری، مالک رام، سجاد حیدر یلدرم، عبادت بریلوی، امتیاز علی عرشی، ابواللیث صدیقی، سید مسعود رضوی اور احتشام حسین جیسے اکابرین ادب شامل ہیں۔ اور کبھی کبھار خواتین کے مضامین کو بھی شامل اشاعت کیا جاتا جو خواتین کے اصل نام سے ہی چھپتے تھے مثلاً نذر سجاد حیدر، رشیدۃ النساء وغیرہ۔ اس لئے نیاز فتح پوری نے "نگار" میں مضامین کی کمی اپنے ہی اصل نام سے اضافی مضامین تحریر کر کے پوری کی۔ اس کا اظہار ڈاکٹر صفیہ مشتاق ہاشمی نے آگے چل کر اس طرح کیا ہے کہ "نگار" پر رئیس التحریر درج ہوتا تھا۔ اور نیاز سیاسی، ادبی، علمی، تحقیقی و تنقیدی، معاشی و سائنسی ہر قسم کے مضمون لکھنے میں مہارت رکھتے تھے۔[۷]

خواتین کی مضمون نگاری کے حوالے سے فرضی نام کے تحت لکھنے کے لئے سب سے زیادہ نام علامہ راشد الخیری کا لیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر جمیل اختر کے مطابق عصمت کے ابتدائی شماروں میں تمام مضامین علامہ راشد الخیری کے تحریر کردہ تھے جن پر خواتین کا فرضی نام تحریر کیا جاتا اس کے پس پردہ ان کا مقصد خواتین کو مضمون نگاری کی ترغیب دینا اور ایسے نمونے فراہم کر کے مضمون نگاری کی طرف مائل کر سکے۔[۸]

ڈاکٹر جمیل اختر کا یہ بیان درست نہیں ہے کہ عصمت کے ابتدائی شماروں کے تمام مضامین علامہ راشد الخیری خود بطور نمونہ تحریر کرتے تھے۔ "عصمت" کا آغاز جون ۱۹۰۸ء میں ہوا۔ اس وقت تک "تہذیب النسواں" اور "خاتون" اپنی تمام ترکاوشوں سے ہندوستان بھر میں خواتین مضمون نگاروں کی ایک بڑی کھیپ تیار کر چکے

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

تھے۔۱۹۰۸ءتک "تہذیب النسواں" اور "خاتون" نے معاشرتی سطح پر جو غیر معمولی تبدیلی پیدا کر دی تھی اس کا اعتراف عصمت کے پہلے شمارے میں بھی کیا گیا ہے۔ [۹]

مدیر عصمت کو اس بات کا ادراک ہے کہ "عصمت" سے قبل بھی رسائل نے مستورات میں شعور اجاگر کرنے میں کردار ادا کیا ہے اور اب ایسی معقول تعداد موجود ہے کہ "عصمت" کو مضامین کی کمی کا سامنا نہیں ہو گا بلکہ باشعور خواتین کی معقول تعداد اظہار رائے کی خواہش مند ہے۔ اس لئے ان خواتین کے لئے "عصمت" کا اجراء عمل میں لایا گیا۔ ایسی عمدہ صورت حال میں علامہ راشد الخیری کو کسی فرضی نام سے مضمون تحریر کرنے کی ضرورت کیوں کر پیش آسکتی تھی۔ بالفرض "عصمت" کو اگر مضمون نگار خواتین میسر نہیں تھیں تو قابل گرفت بات یہ بھی ہو گی کہ ان ابتر حالات میں ایک نیا رسالہ جاری کیوں کیا گیا؟

عصمت کے پہلے شمارے میں فخر جہاں بیگم، مسز عبداللہ، سکندر جہاں بیگم، بنت نذر الباقر،(نذر سجاد حیدر) مسز ممتاز علی (محمدی بیگم) کے علاوہ مولوی سید احمد دہلوی (مئولف فرہنگ آصفیہ) مولوی عبدالراشد الخیری، شیخ عبدالقادر، جیسی نامور شخصیات کی تحریریں اور اظہار خیال شامل ہیں۔

اسی طرح عصمت کے جولائی تا دسمبر ۱۹۰۸ء کے شماروں میں فیروزہ سراج الدین، سہروردیہ بیگم، ہر ہائی نس بیگم صاحبہ جزیرہ حبشاں، زہرہ فیضی، بلقیس زمانی بیگم، سلطان بیگم صاحبہ، برج کماری، ہر ہائی نس بیگم، آف سچین، ہر ہائی نس نواب بیگم صاحبہ جنجیرہ، بیگم نواب خدیو جنگ بہادر، مسز شیخ عبداللہ، وغیرہ کی تحریریں شامل ہیں۔ یہ نام فرضی مستورات کے نہیں تھے بلکہ "تہذیب النسواں" اور "خاتون" کی معروف اور باشعور مضمون نگار خواتین کے ہیں۔ ان میں جنجیرہ، بھوپال، سچین کے نواب خاندانوں کی بیگمات بھی شامل ہیں جن کے فرضی نام تحریر کرنا کسی مدیر کے لئے ممکن نہیں تھا۔ اس طرح ڈاکٹر جمیل اختر کا یہ دعوٰی سچ ثابت نہیں ہوتا کہ عصمت کے ابتدائی شماروں کے تمام مضامین علامہ راشد الخیری کے تحریر کردہ ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنی تحقیق میں مولانا رازق الخیری کے بیان کا حوالہ دیا ہے جس میں دعوی کیا گیا ہے کہ رسالے کے بیشتر مضامین راشد الخیری کے ہوتے تھے اس وجہ سے وہ فرضی نام دے دیتے تھے۔ [۱۰]

مولانا رازق الخیری کا یہ بیان بنیادی طور پر علامہ راشد الخیری کی کی طبقہ اناث کے لئے انجام دی گئی خدمات کے حوالے سے انتہائی قابل قدر ہے۔ مگر اس بات کو سچ تسلیم کر لینا کہ "عصمت" میں گمنام مگر باشعور خواتین کی ہی تحریریں تھیں۔ اس گمان کو تقویت ڈاکٹر جمیل اختر کے بیانات سے ہی ملتی ہے۔ ڈاکٹر جمیل اختر نے

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

رسالہ عصمت کے ادوار کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کیا:

"۱۹۰۸ء سے ۱۹۱۵ء تک "عصمت" کو اپنے مقصد میں بڑی کامیابی ملی اور خواتین مضمون نگاروں کا ایک حلقہ پیدا ہو گیا"۔ (۱۱)

پھر وہ مزید تحریر کرتے ہیں کہ ۱۹۱۵ء سے ۱۹۲۲ء تک "عصمت "کا دوسرا دور کہلاتا ہے۔ اس میں "عصمت" کے ساتھ ساتھ "تمدن" کی اشاعت کے سبب اس رسالے سے توجہ ہٹ گئی۔ یہاں ڈاکٹر جمیل اختر مولانا رازاق الخیری کا بیان بطور دلیل رقم کرتے ہیں:

"دوسرے دور میں بھی عصمت نے مضمون نگاری کا شوق پیدا کرنے کی کوشش جاری رکھی اور بہت سی ہونہار لکھنے والیاں پیدا کیں۔ جن میں اکثر نے مستقبل میں کامیاب مضمون نگار کی حیثیت سے نام پیدا کیا"۔ (۱۲)

عصمت کے دوسرے دور کا ذکر کرتے ہوئے ڈاکٹر جمیل اختر نے تحریر کیا ہے کہ اس دور میں بھی عصمت کو نئی اور پرانی دونوں لکھنے والیاں ملیں جنہوں نے بہت عمدہ عمدہ مضامین سپرد قلم کئے۔ (۱۳)

عصمت کا جنوری ۱۹۲۶ء سے شروع ہونے والا تیسرا دور ایک بار پھر شاندار دور تھا۔ اس کی اشاعت میں اضافہ ہوا۔ تاریخی، معاشرتی، سائنسی، امور خانہ داری، سیر و سیاحت اور علمی، تنقیدی و تعلیمی ہر قسم کے مضامین اس میں شائع ہو رہے تھے اور کئی خواتین مضمون نگار اس رسالے کے لئے ادبی نگارشات بھجواتی تھیں۔

عصمت کے تمام ادوار پر بحث سے اخذ شدہ ان اقتباسات سے ظاہر ہوتا ہے کہ عصمت کا پہلا اور تیسرا دور شاندار تھا۔ لہذا یہ سوال اٹھنا لازم ہے ہے عصمت کے اولین دور کے شاندار ہونے کے باوجود علامہ الخیری کو فرضی ناموں سے مضامین لکھنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

جہاں تک ایک ہی شمارے میں اپنے نام سے کئی مضامین شائع کروانے کا تعلق ہے۔ تو اس مقصد کے لئے کسی مرد کا فرضی نام بھی اختیار کیا جا سکتا تھا کیونکہ عصمت کے ہر شمارے میں مردوں کے تحریر کردہ مضامین بھی شائع کئے جاتے تھے۔ اور اس سے پہلے بھی خواتین کے رسائل میں یہ روایت قائم ہو چکی تھی کہ خواتین کی کئی تحریریں ایک ہی شمارے میں ان کے نام کے ساتھ شائع ہوتی رہیں اور ان پر کسی نے تنقید بھی نہیں کی۔ مثلاً تہذیب النسواں کے ایک ہی شمارے میں عباسی بیگم کی بھی تین تحریریں ملیں گی اور اسی شمارے میں مولوی ممتاز علی کے بھی دو سے زائد مضامین شائع ہوئے۔ تہذیب النسواں کے بعد کے ادوار میں ایسے شمارے بھی سامنے آتے ہیں جن میں

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

خواتین کی اصلاح کے لئے زیادہ تحاریر مرد حضرات کی ہیں اور ایک یا دو خواتین کے مضامین اس شمارے میں شائع ہوئے۔ لہذا مرد حضرات کے لئے خواتین کا فرضی نام اختیار کرنے کا جواز باقی نہیں رہتا۔ مولانا رازق الخیری کا بیان علامہ راشد الخیری کی طبقہ اناث کی خدمات کا اعتراف ہے۔ مگر اس بیان کو اعتراف خدمات کے بجائے خواتین کی ادبی کاوشوں سے انکار کے لئے بطور دلیل پیش کیا جاتا رہا ہے۔

مولانا رازق الخیری کا بیان کہ علامہ راشد الخیری نے اپنے رسائل کے لئے خواتین کے فرضی ناموں سے مضامین تحریر کئے تھے اس تاثر کو بھی ہوا دیتا ہے کہ عصمت سے قبل مضمون نگار خواتین کا وجود نہ تھا مگر یہ کارنامہ عصمت نے انجام دیا کہ اپنے تینوں ادوار میں ایسی مضمون نگار خواتین کا حلقہ پیدا کر دیا جن کی شہرت ملک گیر تھی۔ (۱۴)

دراصل نام کا پردہ اس دور کا ایک بڑا معاشرتی تقاضا تھا۔ اس لئے مدیران رسائل نے خواتین مضامین نگاروں کے قلمی اور فرضی ناموں سے لکھے جانے والے مضامین کو رسائل میں جگہ دی۔ ان کا مطمح نظر قابل فکر مضامین کی اشاعت سے سماجی شعور اجاگر کرنا تھا۔ تاہم اس ضمن میں بھی حتی المقدور چھان پھٹک کی جاتی کہ یہ مضامین خواتین کے ہی تحریر کردہ ہیں۔ عصمت کی اشاعت سے تقریباً ۱۲ سال قبل بھی اس کا اہتمام کیا جاتا تھا۔ ۷ نومبر ۱۸۹۶ء کو شائع ہونے والے "پیسہ اخبار" کا دیباچہ بعنوان "عورتوں کی مردانہ ہمت اور تعلیم یافتہ عورتوں کے خیالات کا اندازہ" بطور دلیل پیش کیا جاتا ہے: محبوب عالم محب نے اظہار خیال کیا تھا کہا گرچہ انہیں یقین تھا کہ شریف خاندانوں کی مستورات میں تعلیم عام ہو رہی ہے اور یہ خواتین اخبار کے لئے عمدہ مضمون لکھ سکتی ہیں۔ مگر:

> "لیکن اس بات کا اندیشہ تھا کہ ظاہری جھوٹی شرم کے باعث بعض مخلص بیبیاں مضمون لکھنے سے پرہیز کریں گی"۔ (۱۵)

ایڈیٹر "پیسہ اخبار" کے مطابق اخبارات میں خواتین کی مضمون نگاری کی مخالفت کی دو وجوہات ہیں۔ پہلا یہ کہ عورتوں کی تحریرات شائع کرنے سے ان کی پردہ داری میں نقص آتا ہے۔ اور دوسرا یہ کہ جب مرد ہی اخبارات کے قابل نہیں لکھ سکتے تو عورتیں کیا کریں گی؟ امر اول کے بارے میں یہ کہنا کافی ہے کہ ایسے کم فہم لوگ پردہ داری کا مقصد بالکل نہیں سمجھتے اور امر دوم کی تردید پیسہ اخبار کی اس اشاعت سے ہوتی ہے جس میں مضمون لکھنے والیوں کی لیاقت پہ مردوں کو عش عش کرنا پڑتا ہے"۔ (۱۶)

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

پیسہ اخبار کے اس شمارہ کے لئے خواتین میں مضمون نگاری کا مقابلہ منعقد کیا گیا تھااور ہر ممکن طریقہ سے یہ تسلی کی کہ یہ مضامین خواتین کے ہی تحریر کردہ ہیں۔[۱۷]

مولوی محبوب عالم نے تمام شکوک وشبہات کے خاتمہ کے لئے یہ بھی تحریر کیا کہ ان مضامین میں کسی قسم کی کوئی اصلاح یا تبدیلی نہیں کی گئی۔[۱۸]

یہ دیباچہ ظاہر کرتا ہے کہ ۱۸۹۶ء میں اعلیٰ مقاصد کے تحت عمدہ مضامین لکھنے والی خواتین کی معقول تعداد موجود تھی۔ لہٰذا نام نہ لکھنے کی پابندی کے باعث ان کی تحاریر کو مردوں کی تحاریر قرار نہیں دیا جاسکتا اور ان کی صلاحیت اور قابلیت کو محض فرضی نام قرار دے کر نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

پیسہ اخبار میں شائع ہونے والے خواتین کے اہم مضامین کو مولوی محبوب عالم نے "ہندوستانی عورتوں کے مضامین" کے نام سے ۱۹۰۲ء میں مرتب کرکے شائع کیا۔ ان مضامین کے ساتھ خواتین کے نام درج نہیں۔ البتہ مرد حضرات کی سند موجود ہے۔ کہ یہ مضامین خواتین کے ہی تحریر کردہ ہیں۔ نام کا پردہ مسلمان گھرانوں ہی کے لئے نہیں تھا بلکہ ہندو، سکھ اور عیسائی گھرانوں کی عورتیں بھی اس کی پابندی کرتی تھیں۔ مثلاً مضمون "ہماری عورتیں کیا کرسکتی ہیں" کے ساتھ ایڈیٹر کا نوٹ موجود ہے:

> "جاوا ضلع پنج ملک مالوہ کے ایک ہندو مہاجن کی بی بی صاحبہ نے یہ مضمون لکھا ہے اور پیسہ اخبار کے خریدار نمبر ۱۲۴۴۱ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ مگر نام ظاہر نہ کرنے کی سخت تاکید کرتے ہیں۔" [۱۹]

مزید وضاحت کی گئی کہ مذکورہ خاتون کے شوہر نے بھی مہاجنی خط میں اس مضمون کی تصدیق کی ہے۔ یہ خاتون ہندی، گوجراتی اور اردو بلکہ فارسی اور انگریزی سے بھی بقدر ضرورت واقف ہیں۔ اس طرح مضمون "فوائد تعلیم النسواں" کی تصدیق کنور جے دیو سنگھ صاحب والئی ریاست رائے پور ضلع انبالہ نے کی کہ یہ ایک خاتون کا تحریر کردہ مضمون ہے[۲۰]

مضمون "ہمارے لئے علم کی ضرورت" کی تصدیق محمد وحید الدین صاحب رئیس بدایوں نے کی کہ مضمون ان کی چھوٹی ہمشیرہ صاحبہ کا لکھا ہوا ہے مگر اپنا نام ظاہر کرنے کی اجازت نہیں۔[۲۱]

ایک اور مضمون بعنوان "اسلام جو خوبیوں کا سرچشمہ ہے ہم نے اسے چھوڑ دیا" کی تصدیق سید امیر علی شاہ صاحب پولیس انسپکٹر ہمیر پور نے کی جو پیسہ اخبار کے پرانے خریدار تھے انہوں نے تحریر کیا کہ یہ مضمون ان کی

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

صاحبزادی کا تحریر کردہ ہے جسے اس کے بڑے بھائی نے تعلیم دی ہے اور اسے اخبار اور کتب بینی کا شوق ہے۔ (۲۲)

جون ۱۹۰۸ء میں مستورات کے لئے ایک اور رسالہ "خاتون" منظر عام پر آیا۔ "خاتون" کے اجرا کا مقصد عورتوں کی اصلاح اور علمیت میں اضافہ کرنا تھا۔ اداریے میں مضمون نگاروں کو اس اصول سے آگاہ کیا گیا:

"خوشخطی کے لئے ہم اس شہر کے کسی معزز آدمی کی سند طلب کریں گے جہاں کی لکھنے والی ہوں گی کہ دراصل یہ تحریر کسی بی بی کی ہے۔" (۲۳)

آنے والے ادوار میں خواتین مضمون نگاروں کی اکثریت نے قلمی نام ترک کر کے اپنی شناخت ظاہر کی تو اس وقت کے ادباء بے اختیار داد دینے پر مجبور ہو گئے۔ تاہم مضمون نگاری کے ضمن میں ایک بڑا خلا یہ پیدا ہو گیا کہ قلمی نام ترک کرنے والی مستورات کے مضامین کو اصل نام کی شناخت ظاہر کرنے کے بعد فراموش کر دیا گیا۔ ایسی خواتین جنہوں نے نام کا پردہ برقرار رکھا ان کی شناخت تلاش کرنے کی کوشش نہیں کی گئی۔ اگر اس خام خیالی اور عام روایت کو ایک طرف رکھ کر یہ فرضیہ قائم کر لیا جائے کہ پردہ نشیں خواتین دراصل حقیقی نسوانی وجود رکھتی تھیں تو تحقیق کو ایک نیا موضوع ہاتھ آئے گا اور کئی گمنام وجود اپنی تخلیقی کاوشوں کی حقیقی داد سمیٹنے کے حق دار ٹھہریں گے۔ ڈاکٹر شمیم نگہت تحریر کرتی ہیں:

"ایک زمانہ تھا بہت سی روشن خیال مضامین لکھنے والی خواتین اپنے نام سے مضامین بھی نہیں لکھتی تھیں۔ بلکہ ان کی تحریریں م ش ق یا والدہ فلاں کے مختلف ناموں سے شائع ہوتی تھیں۔ تاکہ ان کی اور ان کے خاندان کی شناخت نہ ہو سکے۔ یعنی عورتوں کا بالاعلان آزاد خیال ہونا اس وقت بھی قابل قبول نہیں تھا۔ جب ان میں روشن خیالی اور تعلیم بھی آچکی تھی۔ لیکن رفتہ رفتہ صورتحال تبدیل ہوئی اور عورتوں نے نہ صرف اپنے نام سے لکھنا شروع کیا بلکہ عورتوں کے تمام مسائل جو کسی نہ کسی شکل میں آج بھی موجود ہیں ان پر کھل کر اظہار خیال کیا۔ اُردو میں بہت سی افسانہ نگار اور شاعر خواتین ہیں جن کی تحریریں FEMINIST MOVEMENT کے سلسلے میں بے حد اہم ہیں۔ ان کی تحریروں نے آزادی فکر اور آزادی نظر پیدا کی"۔ (۲۴)

اس میں شک نہیں کہ آزادی فکر اور آزادی نظر کی اس تحریک میں خواتین کو تعلیم یافتہ باشعور اور وسیع النظر افراد کی حمایت حاصل تھی۔ ان مردوں نے گھر کی عورتوں کو گھر پر تعلیم دینے کا سلسلہ شروع کیا اور پھر لکھنے

کی حوصلہ افزائی کی۔ رسالہ عصمت میں "ہمشیرہ غلام دستگیر' کے نام سے طویل مدت تک مضامین لکھنے والی پردہ نشیں نے ۱۹۲۲ء میں اپنے اصل نام مہرالنساء بیگم کے نام سے لکھنا شروع کیا۔ انہوں نے اپنی تحریر "بھائیوں کے ذریعے تعلیم" میں وہ بھائی کی رہنمائی، مدد اور حوصلہ افزائی کا احوال بیان کیا۔ اس ضمن میں وہ بھائی کی جانب سے تحریر کردہ خط کا حوالہ فراہم کر کے کہتی ہیں کہ اسلام میں عورت کے نام کا کوئی پردہ نہیں ہے۔ (۲۵)

پردہ نشیں خواتین نے جب قلمی اور فرضی نام ترک کئے اور اپنی اصل شناخت ظاہر کی تو بلاشبہ علم وہنر کی کئی درشہوار اور بے بہا جواہر منظر عام پر آئیں۔ اور مستقبل میں کئی اصناف ادب میں اولیت کا سہرا ان کے سر رہا۔ ڈاکٹر سلیم اختر نے تحریر کیا ہے۔ نذیر احمد نے خواتین کی اصلاح کے لئے "مراۃ العروس" اور "بنات النعش" تحریر کئے کہ عورتوں نے ان ناولوں سے کیا اصلاح پائی۔ یہ حتمی طور پر بیان نہیں کیا جاسکتا۔ البتہ اس سے انکار ممکن نہیں کہ عورتوں نے بھی اس روایت میں ناول نگاری شروع کر دی تھی۔ ۱۸۸۱ء میں شائع ہونے والا ناول اصلاح النساء اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ ناول نگار نے اپنی شناخت ظاہر نہیں کی۔ مگر بعد کی تحقیق سے ثابت ہوا کہ یہ ناول رشیدۃ النسا بیگم کا تحریر کردہ ہے (۲۶)

پردہ نشیں خواتین کے اصل نام سامنے آنے پر یہ ظاہر ہوا کہ بیگم صغرا ہمایوں مرزا" اہلیہ ہمایوں مرزا" کے نام سے اپنی تحریریں شائع کرواتی رہیں۔ زبیدہ بیگم، "مسز سعد الدین" کے نام سے "سفینۃ نسواں" میں مضامین تحریر کرتی رہیں۔ "بنت نصیر الدین حیدر کے نام سے خجستہ سلطانہ بیگم کے مضامین رسائل میں چھپتے رہے۔ "بیگم نواب نذیر جنگ بہادر" ایک قدیم مضمون نگار ہیں جن کا اصل نام افضل النساء بیگم ہے۔ "ج نقوی" بھی تخیلی اور فرضی نام نہیں تھا۔ نصیر الدین ہاشمی "خواتین عہد عثمانی" میں ان کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

"آپ مرحوم ابو رضا صاحب کی دختر اور مسٹر مجتبیٰ علی نقوی کی شریک زندگی ہیں"۔ (۲۷)

بیگم مولوی زین الدین صاحب" محبوبیہ گرلز سکول میں پکوان کی معلمہ تھیں۔ آپ کا اسم گرامی سکندر بیگم ہے۔ آپ کی کتاب "بخت سکندری" کے نام سے اشاعت پذیر ہوئی "امتہ القادر" کے نام سے اخلاقی مضامین تحریر کرنے والی پردہ نشیں بی بی کا نام بدر النساء بیگم ہے۔ جو مولوی نصیر الدین ہاشمی کی والدہ تھیں۔ بنت ڈاکٹر عبد الرب ایک اچھی شاعرہ اور مضمون نگار خاتون تھیں۔ آپ کا اصل نام زہرہ بیگم تھا۔ مختلف عنوانات پر آپ کے مضامین زنانہ رسالوں میں شائع ہوتے رہے۔ "بیگم یوسف مرزا" کا نام ادبی رسائل میں مضمون نگاری کے حوالے سے کافی مقبول ہوا۔ مولانا نصیر الدین ہاشمی نے اپنی تحقیق میں لکھا ہے:

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

"بیگم یوسف مرزا انجینئر جو کرنل سید علی رضا کی دختر ہیں اور اختر بیگم دختر مولوی محمد احمد صاحب ناظم پٹنہ کو مضمون نگاری کی کافی مشق ہے۔ اول الذکر کو اس کے صلہ میں محبوبیہ گرلز اسکول سے طلائی تمغہ ملا ہے"۔ (۲۸)

"بنت نواب رفعت یار جنگ بہادر" کے بیش بہا خیالات رسالہ عصمت میں شائع ہوتے رہے۔ آپ کا نام عظمت النساء بیگم تھا۔ اسی طرح بدر النساء بیگم کی تحریریں "مسز حیدر حسن" کے نام سے رسائل کی زینت بنتی رہیں۔ اس کے علاوہ چند بڑے اور اہم نام بھی سامنے آتے ہیں جنہوں نے اپنے ادبی سفر کے آغاز میں قلمی نام اختیار کئے۔ قراۃ العین حیدر نے "کار جہاں دراز ہے" میں تہذیب النسواں کی اشاعت اور ابتدائی مضمون نگار خواتین کے بارے میں تحریر کیا:

"مخالفین کے اعتراضات کی وجہ سے نام کا پردہ ضرور تھا چنانچہ "تہذیب" کے سرورق پر چھپتا تھا:

"تہذیب النسواں جو کہ ایک شریف بی بی کی ادارت میں ہر ہفتہ شائع ہوتا ہے۔

"اکبری بیگم نے "والدہ افضل علی" اور نذر زہرا نے "بنت نذر الباقر" یا مس "نذر الباقر" کے نام سے لکھا"۔ (۲۹)

نذر زہرا نے سجاد حیدر یلدرم سے شادی کے بعد نذر سجاد حیدر کے نام سے لکھنا شروع کیا اور اپنی شناخت ظاہر کی۔ سجاد حیدر یلدرم کی چچازاد بہن نثار فاطمہ بنت خان بہادر ڈاکٹر کرار حیدر "ن ف" کے قلمی نام سے چھوٹے چھوٹے مضامین تہذیب النسواں میں لکھتی رہیں۔

خاتون اکرم نے اپنے ادبی سفر کے آغاز میں۔ "ہمشیرہ احسن الغفور" کے نام سے مضامین تحریر کئے۔ بعد ازاں وہ رازق دلہن کے نام سے لکھنے لگیں:

"انہوں نے سترہ سال کی عمر میں مضمون نگاری شروع کی۔ آغاز میں وہ فرضی اور پھر کبھی ہمشیرہ احسن الغفور اور کبھی مس مطیر کے نام سے لکھتی تھیں۔" (۳۰)

"ز،ب،ن" کے قلمی نام سے مضامین تحریر کرنے والی خاتون ہمشیرہ محمد رشید زبیری کے نام سے متعارف ہوئیں۔ "و۔ا" کا نام اختیار کرکے مضامین تحریر کرنے والی ایک اور شخصیت بلقیس بیگم ہیں۔ "و۔ا" کے مضامین خواتین میں مقبول ہوئے۔ ان کی ایک اہم تصنیف ""تذکرہ بیگمات بھوپال ہے۔

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

جنوری ۱۹۲۶ء کے تہذیب النسواں کی اشاعت پر مولوی ممتاز علی نے تہذیب النسواں کی اہم مضمون نگار خواتین "حامدہ بیگم"، سلطان بیگم"، "عباسی بیگم"" نذر سجاد حیدر"" ظفر جہاں" کے بارے میں تحریر کیا کہ یہ بیگمات آسمان تہذیب پر تارے بن کر چمک رہی ہیں ان کی اپنی مخصوص شہرت ہے مگر سوال یہ ہے کہ وہ قوم کے لئے کیا کر رہی ہیں؟ان خواتین کی قابلیت کب قوم کے کام آئے گی؟ اس ضمن میں مولوی ممتاز علی جن خواتین کا قومی خدمت کے حوالے سے تذکرہ کرتے ہیں اوران کی کاوش کو سراہتے ہیں وہ قلمی نام سے لکھنے والی خواتین ہیں۔ انہوں نے تحریر کیا کہ انہیں بعض بہنوں کی بے توجہی کی شکایت ہے کیونکہ انہوں نے مضمون نہیں لکھے یا بہت کم لکھے تاہم ٹوٹے دل کی تسلی اس سے ہوتی ہے کہ کچھ درد مند بہنوں نے اپنے قومی مقصد کو نظر انداز نہیں کیا۔ [۳۱]

"ایم جے بیگم" بنت فضل مبین دہلی، "مسز س ف ا" مسز سید فخر الدین ابو بکر "بیگم خدیو جنگ" طیبہ بیگم، "ہمشیرہ ابوالکلام آزاد، آبرو بیگم وغیرہ اپنے دور میں قلمی نام سے مسلسل مضامین لکھنے والی شخصیات ہیں۔ محمودہ بیگم نے "ا۔ظ" کے قلمی نام سے اس دور کا مشہور ناول "روشنک بیگم" تحریر کیا۔

غرض یہ کہ ادبی رسائل میں پردہ نشیں خواتین نے اپنے نام کا مخفف استعمال کرکے، فرضی نام اختیار کرکے یاوالد، بھائی بیٹے اور شوہر کے حوالے سے بنت، ہمشیرہ، والدہ اور اہلیہ و بیگم کے تقدم سے اپنی فکر کو مضامین کی صورت محفوظ کیا۔

ان پردہ نشیں خواتین نے معاشرتی وسماجی مسائل، اخلاقیات، رہن سہن اور خصوصاً تعلیم نسواں کے موضوعات پر قلم اٹھایا۔ معاشرتی پابندیوں اور تقاضوں کو ملحوظ لکھ کر قلم کا حق ادا کیا۔ پردے اور چار دیواری کے اندر رہ کر بھی انہیں معاشرتی ضروریات اور سماجی تبدیلیوں کا ادراک تھا۔ انہوں نے تہذیب، تمدن کے مختلف پہلوؤں کو سدھارنے کے اپنے قلم سے جہاد کیا۔ بدعات، شرک، فضول رسم ورواج، فضول خرچی، تعلیم سے پہلو تہی، خواتین کے حقوق کو نظر انداز کرنا۔ حق تلفی، سماجی واخلاقی کمزوریوں، معاشرتی برائیوں، رہن سہن، اور رکھ رکھاؤ سے لے کر بچوں کی پرورش، تربیت اور معاشرے پر اس کے اثرات کے "حوالے سے مئوثر مضامین ان قلمکاروں کے تخیلات کا زبردست نمونہ بن کر سامنے آئے۔ یہ مضامین زبان وبیان اور معاشرتی اصلاح کے حوالے سے موجودہ دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ نظر آتے ہیں۔ ان مضامین میں استدلال اور قوت بیان کی واضح جھلک ان مضمون نگاروں کے اعتماد کی عکاسی کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اہل علم انہیں پردہ نشینوں کے بجائے مردوں کے مضامین قرار دینے لگے۔

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

ضرورت اس امر کی ہے کہ مضامین کی پردہ نشین تخلیق کاروں کے قلمی ناموں کو فرضی کردار قرار دے کر متنازعہ نہ بنایا جائے۔ ان مضامین کی قدر و وقعت اور ادبی مقام کو تسلیم کرکے اعلی ظرفی کا ثبوت دیا جائے۔

یہ کہنا بے جا ہے کہ اُردو مضمون نگاری کے ضمن میں قلمی نام سے لکھنے والی خواتین کی کچھ حقیقت نہ تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ پردہ نشیں خواتین اگر قلمی نام سے اپنے دور میں اعلی پائے کے ناول تخلیق کرکے اولیت کا سہرا اپنے سر سجا سکتی ہیں تو ان پردہ نشینوں کے لئے اپنی بلند خیالی کو مضمون کی صورت پیش کر دینا چنداں مشکل نہ تھا یہی وجہ ہے کہ ان کے انداز تحریر اور بیان کی خوبی پر بڑے نامور ادیبوں کا گمان ہونے لگا۔ اور یہی ان پردہ نشیں مضمون نگاروں کی کامیابی کی دلیل ہے۔

حوالہ جات

۱۔ حرفِ چند، جمیل الدین عالی مشمولہ "زخ ش۔ حیات وشاعری کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ" ڈاکٹر فاطمہ حسن (انجمن ترقی اُردو: کراچی، ۲۰۱۴ء، اشاعت دوم) ص ۵

۲۔ بعد میں یہ اخبار جمعہ کے بجائے ہفتہ کو شائع ہونے لگا۔

۳۔ "سیدہ محمدی بیگم۔ از ہمشیرہ سیدہ احمدی بیگم" مشمولہ "سیدہ محمدی بیگم اور ان کا خاندان" (مرتبہ) نعیم طاہر (سنگ میل پبلی کیشنز لاہور ۲۰۱۸ء) ص ۶۸

۴۔ فاطمہ حسن، ڈاکٹر "زخ ش۔ حیات وشاعری کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ" ص ۱۱

۵۔ "تہذیب النسواں" مولوی ممتاز علی، مشمولہ "تہذیب النسواں" مطبوعہ ۶ جولائی ۱۹۱۸ء جلد: ۲۱ شمارہ: ۲۸ ص ۴۲۶

۶۔ صفیہ مشتاق ہاشمی، ڈاکٹر "اُردو مضمون نگاری کا ارتقاء۔ ۱۹۰۰ء تا ۱۹۴۸ء (الوقار پبلی کیشنز: لاہور، ۲۰۱۶ء)، ص ۲۱۲

۷۔ ایضاً، ص ۲۱۳

۸۔ جمیل اختر، ڈاکٹر "اُردو میں جرائد نسواں کی تاریخ ابتدا سے آزادی تک" (کتابی دنیا: دہلی، ۲۰۱۶ء) ص: ۱۷۱

۹۔ ماہنامہ "عصمت"، مطبوعہ جون ۱۹۰۸ء، جلد: ۱، شمارہ: ۱، ص ۲

۱۰۔ جمیل اختر، ڈاکٹر "اُردو میں جرائد نسواں کی تاریخ" ص ۱۷۱

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

۱۱۔ ایضاً، ص ۱۷۲

۱۲۔ ایضاً ص ۱۷۲

۱۳۔ ایضاً، ص ۱۷۲

۱۴۔ ایضاً، ص ۱۷۳

۱۵۔ "عورتوں کی مردانہ ہمت" مولوی محبوب عالم محب مشمولہ "پیسہ اخبار" ۷ نومبر ۱۸۹۶ء

۱۶۔ ایضاً (دیباچہ پر صفحات کے نمبر درج نہیں)

۱۷۔ ایضاً

۱۸۔ ایضاً

۱۹۔ "ہندوستانی عورتوں کے مضامین" مرتبہ مولوی محبوب عالم ص ۱۲۱

۲۰۔ ایضاً ص ۱۲۳

۲۱۔ ایضاً ص۔ ۱۴۳

۲۲۔ ایضاً ص ۱۶۸

۲۳۔ اداریہ" خاتون" اکتوبر ۱۹۰۸ء مشمولہ "رسالہ خاتون کے اداریے" جلد اول (مرتبہ) ڈاکٹر ناز بیگم (ایجوکیشنل بک ہاؤس: علی گڑھ، ۲۰۱۲ء) ص ۲۷

۲۴۔ "تحریک آزادی نسواں" ڈاکٹر شمیم نکہت، مشمولہ اُردو ادب کو خواتین کی دین" مرتبہ "(اُردو اکادمی دہلی: ۱۹۹۴ء) ص ۱۸۷

۲۵۔ "بھائیوں کے ذریعے تعلیم" مہر النساء بیگم مشمولہ "عصمت۔ نو آبادیاتی ہندوستان میں خواتین کی مجلاتی صحافت (مرتبہ) ڈاکٹر حمیرا اشفاق (سنگ میل پبلی کیشنز: لاہور، ۲۰۱۸ء) ص ۶۴

۲۶۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، "اُردو ادب کی مختصر ترین تاریخ" (سنگ میل پبلی کیشنز: لاہور، ۲۰۱۳ء) ص ۴۰۴

۲۷۔ نصیر الدین ہاشمی، مولوی "خواتین عہد عثمانی میں" (عظیم اسٹیم پریس: حیدرآباد دکن، ۱۹۳۶ء) ص ۱۰۸

۲۸۔ ایضاً ص ۱۱۲

۲۹۔ قراۃ العین حیدر "کار جہاں دراز ہے" (سنگ میل پبلی کیشنز: لاہور، ۲۰۱۷ء) ص ۱۵۰

۳۰۔ صادق الخیری "خاتون" مشمولہ "اُردو ادب میں دہلی کی خواتین کا حصہ" (مرتبہ) پروفیسر صغرا مہدی

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

(اُردو اکادمی: دہلی، ۲۰۰۶ء) ص ۱۲۴

۳۱۔ "تہذیب ۲۵ میں" مولوی ممتاز علی مشمولہ "تہذیب النسواں" مطبوعہ ۲ جنوری ۱۹۲۶ء جلد: ۲۹ شمارہ: ۱ ص ۴